

## 39818-نماز میں تاخیر کرنا

### سوال

میر اسوال نماز کے بارہ میں ہے، نماز کا وقت شروع تو اذان کے وقت ہوتا ہے، لیکن اس کا آخری وقت کونا ہے؟ اور کیا نمازی کے لیے نماز میں تاخیر کرنے اور وقت نکل جانے میں کوئی فرق ہے، اور ان دونوں کی سزا کیا ہے؟

### پسندیدہ جواب

نماز کے وقت کی ابتداء اور انتہاء معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (9940) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

اور آپ نے نماز میں تاخیر اور وقت نکل جانے میں جو فرق دریافت کیا ہے اس کا جواب درج ذیل ہے:

نماز کا وقت نکل جانا:

وہ یہ ہے کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے اور نماز ادا نہ کی جائے، یہ کبیر ہگناہ ہے، لیکن اگر کوئی شرعی عذر ہو تو کوئی گناہ نہیں، مثلاً نیند یا بھول جانا۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

"الفتحاء کرام متفق ہیں کہ نماز میں بغیر شرعی عذر اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا مقررہ وقت نکل جائے تو ایسا کرنا حرام ہیں"

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیہ (10/8).

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"جو انسان نماز میں عمدتاً تاخیر کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے، یا پھر وہ نماز کا وقت جانے کے بعد گھر یا کالارم لگاتا ہے حتیٰ کہ وہ وقت میں نہ اٹھ سکے تو سب علماء کرام کے ہاں یہ عمدانماز کا تارک ہے، اور اس نے عظیم برائی کا ارتکاب کیا ہے، لیکن کیا یہ شخص کافر ہو گایا نہیں؟"

اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے:

اگر تو وہ نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا تو جسور علماء کرام اسے اس بنابر کفر اکبر کا مرتبہ نہیں سمجھتے۔

اور اکثر اہل علم کی ایک جماعت اسے کفر اکبر کا مرتبہ قرار دیتی ہے کہ وہ اس طرح دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جائیگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"آدمی اور شرک و کفر کے مابین نماز کا ترک کرنا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (82).

اور ایک دوسری حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہمارے اور ان کے مابین عمد نماز ہے، چنانچہ جس نے بھی نماز ترک کی اس نے کفر کیا"

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے صحیح مند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی کئی ایک دلائل میں۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی یہی منتقل ہے:

کیونکہ جلیل القدر تابعی عبد اللہ بن شقین عقلی رحمہ اللہ کا بیان ہے:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نماز کے ترک کرنے کے علاوہ کسی بھی چیز کو ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے" اہ

نماز میں تاخیر کرنے کا دو معنوں پر اطلاق ہوتا ہے:

پہلا:

نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے، یہ نماز کا وقت نکل جانے کے معنی آتا ہے، اس کا معنی اور حکم بیان کیا جا چکا ہے۔

دوسرا:

نماز کا وقت کے آخر تک موخر کرنا۔

دیکھیں: الموسوعۃ الفقہیۃ (10/6).

درج ذیل حدیث کی بناء پر نماز کے آخری وقت میں نماز کی ادائیگی جائز ہے:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا اس نے نماز کے اوقات دریافت کیے... چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز کا اول اور آخری وقت بتایا اور فرمانے لگے:

"ان دونوں کے مابین نماز کا وقت ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (614).

لیکن اگر نماز میں تاخیر کرنے سے نماز بجماعت کی ادائیگی ضائع ہوتی ہو، اور وہ آخری وقت میں اکیلانماز ادا کرے، تو ایسا کرنا حرام ہے کیونکہ اس نے نماز بجماعت کی ادائیگی ترک کی ہے، لیکن اگر وہ نماز بجماعت ادا کرنے میں شرعاً مذکور ہو تو پھر نہیں۔

افضل یہی ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے، صرف عشاء کی نماز دیر سے ادا کرنا، اور گرمی کی شدت کے وقت نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"اکل یہی ہے کہ (نماز) شرعی طور پر مقرر کردہ وقت میں ادا کی جائے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل دریافت کرنے والے کو فرمایا:

"بر وقت نماز ادا کرنا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (527) صحیح مسلم حدیث نمبر (85).

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اول وقت میں نماز ادا کرنا) نہیں فرمایا؛ کیونکہ کچھ نمازیں مقدم کرنی اور کچھ میں تاخیر کرنی مسنون ہے، مثلاً نماز عشاء، رات کے ایک ہنائی حصہ تک تاخیر کرنی مسنون ہے، اس لیے اگر عورت گھر میں ہو اور وہ یہ سوال کرے:

کیا میرے لیے عشاء کی اذان ہوتے ہی نماز ادا کرنی افضل ہے، یا کہ رات کے ایک ہنائی حصہ تک تاخیر کرنا؟

ہم کہیں گے: تیرے لیے رات کے ایک ہنائی حصہ تک نماز میں تاخیر کرنی افضل ہے؛ کیونکہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر کی کہ صحابہ کرام کہنے لگے:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں اور بچے سو گئے میں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آکر صحابہ کو نماز پڑھائی اور فرمانے لگے:

"اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھوں تو یہ اس نماز کا وقت ہے"

اس لیے اگر عورت اپنے گھر میں ہو تو اس کے لیے نماز مونخر کرنی افضل ہے.

اور اسی طرح فرض کریں اگر مرد محصور ہوں، یعنی کچھ افراد سفر میں ہوں اور وہ یہ کہیں:

کیا ہم عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کریں، یا کہ پہلے ادا کر لیں؟

تو ہم کہیں گے کہ آپ کا تاخیر کرنا افضل ہے.

اور اسی طرح اگر ایک گروہ سیر و تفریح کے لیے نکلے اور عشاء کی نماز کا وقت ہو جائے تو ان کے لیے عشاء کی نماز اول وقت میں ادا کرنا افضل ہو گی یا تاخیر کر کے ادا کرنا؟

ہم کہیں گے: اگر تاخیر کرنے میں مشقت نہ ہو تو ان کے لیے نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا افضل ہے.

اور باقی سب نمازیں اول وقت میں ادا کرنی افضل ہیں، لیکن اگر کوئی سبب ہو تو تاخیر ہو سکتی ہے، چنانچہ غیر کی نماز مقدم کی جائیگی، اور عصر کی نماز مقدم کی جائیگی، اور عصر کی نماز مقدم کی جائیگی، لیکن اگر کوئی سبب ہو تو پھر نہیں.

اسباب یہ ہیں: اگر گرمی شدید ہو تو پھر ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت تک مونخر ہو سکتی ہے، یعنی نماز عصر کے قریب تک؛ کیونکہ جب عصر کا وقت قریب ہوتا ہے تو گرمی کی شدت میں کمی آجائی ہے، شدید گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جنم کے شعلوں سے ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (537) صحیح مسلم حدیث نمبر (615).

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے لیے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ٹھنڈہ ہونے دو، پھر کچھ دیر بعد اذان کہنے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھنڈہ ہونے دو، پھر کچھ دیر بعد اذان کہنے اٹھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی

صحیح بخاری حدیث نمبر (629) صحیح مسلم حدیث نمبر (616).

اسباب میں یہ بھی شامل ہے کہ: جماعت آخری وقت ہوتی ہو، اور اول وقت میں جماعت نہ ملے، تو یہاں تاخیر کرنی افضل ہوگی، جس طرح کہ سکی شخص کو صحرائیں نماز کا وقت ہو جائے، اور اسے علم ہو کہ وہ نماز آخری وقت میں جماعت پاسخنا ہے، تو کیا اس کے لیے اسی وقت نماز ادا کرنی افضل ہوگی یا کہ وہ نماز با جماعت ادا کرنے کے لیے نماز میں تاخیر کر لے؟

ہم کہیں گے: افضل یہ ہے کہ آپ نماز با جماعت ادا کرنے کے لیے تاخیر کر لیں، بلکہ ہم یہاں جماعت کے حصول کے لیے نماز میں تاخیر کرنا واجب کہیں گے۔ ام

دیکھیں: فتاویٰ ارکان الاسلام صفحہ (287).

واللہ اعلم.